

ساجد علی

ریسرچ اسکار

شعبہ اردو چودھری چرن سنگھ پونیورسٹی میرٹھ

## اخبار الجمیعۃ کے دو اہم نام

صحافت کی تاریخ میں اردو صحافت کا اہم کردار رہا ہے۔ اردو صحافت نے اپنے ابتدائی دور سے دور حاضر تک مختلف اور مختلف حالات میں اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ بات چاہے جنگ آزادی کے لئے آواز بلند کرنے کی ہو یا ملکی، عوامی، سماجی، ملی اور تنظیمی مسائل کو سامنے لانے کی۔ اہم شخصیات کی حیاة و خدمات کو سامنے لانے کی ہو یا قومی و بین الاقوامی حالات کو پیش کرنے کی۔ یوں تو تمام اردو اخبارات و رسائل کے منظمه اور مدیران حضرات نے اہم موضوعات پر اپنے قلم کی جولانیاں دکھائی ہیں۔ ایسے اخبارات کی فہرست میں ایک اہم اخبار الجمیعۃ بھی ہے۔ دہلی میں ہونے والے خلافت کمیٹی کے اجلاس کے فوراً بعد وہیں علمائے دین کا ایک ہنگامی جلسہ ہوا۔ جس میں حاضرین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اہل اسلام کی رہنمائی کسی منظم جماعت کے ذریعہ کی جائے جو ان میں اتفاق اور اتحاد کی قوت کو موثر بنائے۔ اس کے لئے ایک جمیعۃ قائم کی جائے جس کا نام جمیعۃ علمائے ہند رکھا جائے۔ جمیعۃ علمائے ہند کا قیام ہندوستان کی آزادی کے حصول کے لئے عمل میں آیا اور جمیعۃ ہمیشہ تحدہ ہندوستان کی علم بردار رہی۔ اپنے نظریات کو صحافت کے ذریعہ منظر عام پر لانے کے لئے جمیعۃ علمائے ہند نے دہلی سے ہفتہ وار الجمیعۃ، 1925ء کو جاری

کیا۔ اس اخبار نے سوراجیہ اور خلافت تحریک کو سامنے رکھ کر پورے ملک میں بنے نظیر ہندو مسلم اتحاد قائم کیا۔ اس اخبار سے شروع سے اہی ایسے صحافی حضرات جڑے رہے جو اپنی مثال آپ تھے۔ جنہوں نے حق گوئی اور سچائی کے لئے اپنے ضمیر کا کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ یوں تو اس اخبار کے مدیران میں مولانا عرفان احمد صدیقی، مولانا مودودی، مولانا اسرار الحق، حامد الانصاری غازی، ہلال احمد زبیری اور بہار برلنی جیسے حضرات کا نام شامل ہے۔ مگر اس اخبار کے لئے سب سے طویل عرصہ تک اپنی ادارتی خدمات دینے والوں میں دونام اہمیت کے حامل ہیں۔ جنہوں نے اس اخبار کو اپنے خون گجر سے سنتیج کر آج تک زندہ رکھا ہے۔ اور دیگر اردو اخبارات کی صفت میں کھڑے ہونے کے قابل بنایا ہے۔ جہاں مولانا عثمان فارقلبی نے اس کو عروج تک پہنچانے کا کام کیا وہاں ان کے بعد سالم جامعی آج تک اپنی خدمات دے رہے ہیں۔ مدیران حضرات کے معیار کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے **فضل مصباحی تحریر** کرتے ہیں:

”2 فروری 1925ء کو اس کا پہلا شمارہ شائع ہوا اور اس کا مدیر مولانا محمد عرفان کو بنایا گیا، لیکن وہ زیادہ دن تک اس سے وابستہ نہ رہ سکے اور 10 جون کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے بعد اس کی ادارت کے لئے ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی جو صحافت کے علاوہ فن سیاست اور مذہبی امور پر بھی مہارت رکھتا ہو لہذا ادارت کے لئے اس وقت سب سے موزوں نام مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا ہی نظر آیا۔ چنانچہ 14 جون کو انہوں نے اس کی ادارت کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مولانا مودودی جیسی اعلیٰ علمی شخصیت کے آنے سے اس کے وقار میں بلندی آئی اور یہ اخبار تجھی سے مقبول ہو گیا، لیکن مولانا مودودی اس سے زیادہ دن تک وابستہ نہ رہ سکے۔ 1928ء میں اس کو چھوڑ کر وہ حیدر آباد آ گئے تو ان کی جگہ ہلال احمد زبیری نے لی اور ان کا معاون محمد عثمان فارقلبی کو بنایا گیا۔ لیکن زبیری صاحب کا عہد بہت قلیل مدت کا تھا۔ اس لئے اصل ادارت تو فارقلبی کے

پاس 1928ء سے ہی آگئی تھی۔ انہوں نے اس اخبار کو نقطہ عروج پر پہنچا دیا۔“

(فضل مصباحی، اردو صحافت آزادی کے بعد، عرشیہ پبلیکیشنز، 2013، ص 332)

مولانا عثمان فارقلیط اپنے اداریوں کے ذریعہ اس وقت کے ایک اہم اخبار پر تاپ کے اداریوں کا جواب مسلسل دیتے رہے۔ مولانا مودودی، مولانا وحید الدین، مولانا اسرار الحق قاسمی اور دیگر حضرات نے اس اخبار کے ذریعہ سے ملکی و ملی حالات اور مشکلات کو عوام و خواص کے سامنے بڑی چاکدستی اور متنانت کے ساتھ رکھا ہے۔ اس اخبار نے تحریک آزادی اور وحدت ہند کی پر جوش حمایت کی۔ اس وجہ سے یہ اخبار بر طانوی عتاب کا شکار ہوا اور کئی بار اس کو اپنی اشاعت بند کرنی پڑی۔ 1956ء کو مالی دشواریوں کے سبب بند ہو گیا اور بعد میں یہ روزنامہ کی شکل میں جاری ہوا اور سالم جامی کی ادارت میں ہفتہ وار کی شکل میں ہنوز جاری ہے۔ 1930ء سے اپنی صحافی زندگی کا آغاز کرنے والے مولانا فارقلیط کے ولولہ خیز انداز اور پر جوش تحریروں کی وجہ سے یہ اخبار مقبول ہوا۔ مولانا فارقلیط اس اخبار کے مقاصد اور ضروریات کو اپنے ایک اداریہ میں تحریر کرتے ہیں:

”کار ساز خدا، بے ہمتا اور وحدہ لا شریک خدا کا لا کہہ لا کھشکر ہے کی اس نے الجمیعتہ کے دور جدید کو صوری و معنوی محاسن اور علمی رفعت کے اعتبار سے کامیابی عطا فرمائی اور نامساعد حالات میں اسکو اپنی بارگاہ سے سند قبولیت بخشی، کارکنان الجمیعتہ نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق نہ صرف جمیعتہ علماء ہند کے شایان شان بنانے کی کوشش کی اور اس میں اسلامی عصر اور اسلامی سیاست کا مزید اضافہ کر کے اس میں نئی شان امتیاز پیدا کی۔۔۔

آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جانی چاہئے کہ الجمیعتہ آپ کا اخبار ہے۔ جمیعتہ علماء ہند کا ترجمان اور تمام امت مسلمہ کا نمائندہ ہے۔ اس کا نہ تو کسی کمپنی سے تعلق ہے نہ اس سے ذاتی اور شخصی مفاد وابستہ ہیں۔ اس کا نفع تمام امت کا نفع اور اس کا نقصان تمام قوم کا نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مسلک اسلامی اور جماعتی

مسلمک ہے اور اس کے مقاصد میں پوری اسلامی قوم کے مقاصد پوشیدہ ہیں۔ حریت و آزادی کی حمایت کرنا باطل قوتوں سے نبرداز ماہونا شریعت، فقہ، اسلامیہ اور دین حق کی اشاعت کرنا اور مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی خدمات بجا لانا اسکے فرائض میں داخل ہے جس کو اس نے نہایت حسن و خوبی کیسا تھا انجام دیا ہے۔ جمیعۃ علماء ہند کا مقصد مجاہدین کی سرفروشنانہ اور یادگار زمانہ زندگیاں اسپر گواہ ہیں۔ پس آپ فیصلہ کیجئے کہ آپکو اور آپکے دوست و احباب اور تمام مسلمانوں کو ایک ایسے اخبار کی کس قدر ضرورت ہے جو ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر جماعتی مقاصد کا حامی ہے۔ مذہب اور سیاست اور مسلمانوں کے حقوق کا علمبردار ہے اور اس کے لئے صرف یہ چاہتا ہے کہ ناظرین کرام اسکے حلقة اشاعت میں توسعی فرمائیں اور قومی فرض ادا کریں۔“

(محمد عثمان فارقلیط، ادارہ، خصوصی ذخیر نمبر، 20 فروری 1937ء، ص 5)

حالانکہ مولانا فارقلیط آزادی کے ہنگامے کے دور میں کچھ وقت کے لئے اس اخبار سے علیحدہ ہو گئے تھے جب اس اخبار کی ضمانت ضبط کر کے ساری کاپیاں فرنگی حکومت نے ضبط کر لی تھیں۔ تب مولانا لاہور چلے گئے تھے۔ 1947ء میں ملک کو آزادی ملنے کے بعد اخبار کو دوبارہ جاری کرنے کے مقصد سے مولانا فارقلیط کو لاہور سے دہلی مدعو کیا گیا۔ اس کو سہ روزہ سے روزنامہ کی شکل دے دی گئی اور روزنامہ ’الجمعیۃ‘ 1947ء سے 4 صفحات پر شائع ہو کر سامنے آیا۔ مولانا کے اداریوں کی روشنی میں محمد سلیمان صابر نے ’ہند کا دور ابتلاء‘ کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے جو 1999ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ حکومت کے عتاب کا شکار ہو کر 1984ء کے آخر میں سرکاری بندشوں کی وجہ سے بند ہو گیا۔ جس وجہ سے ملت کے باشمور اور حساس افراد میں اس کی کمی اور محرومی کا احساس ہوا۔ جمیعۃ علماء ہند کی قیادت کے سامنے مسلسل اس اخبار کو دوبارہ شروع کرنے کا مسئلہ اٹھایا جاتا رہا۔ تنظیمی و ذاتی کوششوں سے یہ اخبار جو لائی 1988ء میں پھر سے ہفت

روزہ کی شکل میں چھوٹے سائز میں 16 صفحات پر شروع ہوا۔ تب سے لے کر دور حاضر تک مولانا سالم جامعی اس اخبار سے جڑے ہوئے ہیں۔ یوں تو قانونی طور پر دستاویز میں مولانا اسرار الحق اور ان کے بعد خنیف کمار داہما کا نام چلتا رہا۔ مولانا اسرار الحق کو جمیعتہ علماء کے فعال رکن ہونے کی حیثیت سے مسلسل مشغولیات درپیش رہتی تھیں۔ ساتھ ہی سیاسی سرگرمیوں کے باعث وقت کی قلت رہتی تھی۔ اسی طرح خنیف کمار داہما کا شہار سپریم کورٹ کے سرگرم وکلاء میں ہوتا تھا۔ جمیعتہ علماء کے لیگل ایڈ واٹر کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ اس وجہ سے اداریہ سے لے کر اخبار کے مشمولات کے انتخاب تک کا اکثر کام بطور مدیر تحریری سالم جامعی انجام دیتے تھے۔ اس اخبار کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سالم جامعی اپنے ادارتی مضمون میں تحریر کرتے ہیں:

” ہفت روزہ انجمنیت نے 1988ء میں جب اپنی نشاط ثانیہ کا سفر شروع کیا تھا تو اس نے کچھ اپنے بنیادی اصول طے کئے تھے جن میں جمیعتہ علماء ہند کے مقاصد و اهداف کے علاوہ ہندوستان میں اقلیتوں، مظلوموں، دبے کچلے عوام کے مسائل اور عالم اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کی ناقاب کشائی نیز ملت اسلامیہ کے جذبات و احساسات کی ترجمانی جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔ الحمد للہ ہفت روزہ انجمنیت نے اپنی نشاط ثانیہ کے ان بیس سالوں میں ان تمام موضوعات پر اپنے مضامین، اپنے اولین صفحات اور اپنے ادارتی کالموں میں نہ صرف سیر حاصل بحث کی ہے بلکہ ملت کو پیش آمد مشکلات کا سیر حاصل حل بھی پیش کیا

۔۔۔

’انجمنیت‘ جو اپنی ایک عظیم الشان اور طویل تاریخ رکھتا ہے اور جس نے تحریک آزادی کے دوران انہتائی پا مردی اور استقلال کے ساتھ انگریزی سامراج کا مقابلہ کیا اور جس کی پاداش میں اسے بار بار ضبطی کے مرحلے سے گزرنا پڑا۔ مگر اس نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر انہتائی خراب حالات میں بھی اپنے اجراء کے روز

اول جو مقاصد متعین کئے تھے بستوران کے حصول کی جدوجہد میں مصروف عمل رہا۔ بیسویں صدی کی تیسرا دہائی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بے حد بھی انک اور نازک ترین تھی، انگریزی استبداد اپنی تمامت جوانیوں کے ساتھ مسلط تھا۔ یہ جمیعہ علمائے ہند اور اس کا بے باک ترجمان الجمیعۃ، ہی تھا جس نے تاریکیوں میں روشنی کی چمک پیدا کی۔ اس نے ایک طرف مسلمانوں کو بیدار کیا اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلا یا اور دوسری طرف ظالم اور جابر انگریزی سامراج کا جس طرح پوری پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا وہ ہندوستان کی تحریک آزادی کا ایک نریں باب ہے۔ پھر آزادی کے بعد جب ہندوستان پر خوداپنوں کی حکومت قائم ہوئی تو پھر اس نے ملت اسلامیہ کے ترجمان کی حیثیت سے ملت کی آبرومندی کے حصول میں اپنی تمامتقوتیں صرف کرنے میں کسی دریغ سے کام نہیں لیا۔ خاص طور پر فرقہ پرست طائفوں کو جس طرح قوم و ملت کے اس ترجمان نے لکھا را وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ہفت روزہ الجمیعۃ، گزشته ۳۲ سالوں سے اصلاح و تربیت کے موضوع پر مسلمانوں کو مسلسل توجہ دلاتا رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی ان گھری سازشوں سے بھی ملت کو آگاہ کرتا رہا ہے جن کا شکار ہو کرو وغیر شعوری طور پر الحادود ہریت کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں ذرائع ابلاغ کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہفت روزہ الجمیعۃ نے اس کا نوٹس لے کر نہ صرف اس کے جھوٹ کا پرداہ فاش کیا ہے بلکہ اپنے ادارتی کالموں کے ذریعہ ملت کی صحیح رہنمائی کر کے مسلمانوں میں حوصلہ بھی پیدا کیا ہے۔ آپ کے اس محبوب ہفت روزہ کی یہ بھی خصوصیت رہی ہے کہ اس نے حالات کے اتار چڑھاؤ سے گھبراۓ بغیر ہمیشہ

ایسے مضمایں شائع کیے جو مسلمانوں کی ہمت و حوصلہ، خود اعتمادی اور جرأت ایمانی کے فروغ کا سبب بن سکیں۔ اس نے ملک میں خلوص، قربانی، ایثار اور خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی اور حالات کے مقابلہ کے لیے جذبات اور جوش و خروش کے بجائے ہوش مندی اور باوقار طریقہ اپنانے کی تلقین کی۔“  
 (سامم جامعی، مسلسل اشاعت کے بیتیں سال، ہفتہ وار الجمیعۃ،

3 تا 9 جنوری 2020ء)

**مولانا عثمان فارقلیط :**

ہندوستان میں آزادی کے بعد کی اردو صحافت کی تاریخ میں مولانا محمد عثمان فارقلیط کا نام سرفہرست ہے۔ مولانا فارقلیط کی پیدائش قصبہ پلکھوہ (غازی آباد) میں 1897ء میں حاجی محمد احمد کے یہاں ہوئی۔ مولانا کی ابتدائی تعلیم مدرسہ صدیقیہ واقع پھاٹک جشن خان میں ہوئی تھی۔ آپ نے عربی درسیات میں فاضل کیا تھا۔ کم عمری میں ہی مناظروں میں جانے اور ان میں حصہ لینے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ دہلی کے چاندنی چوک سے لے کر لاہور تک سینکڑوں مناظروں میں حصہ لیا۔ آپ کے مناظرے عیسائیوں سے بھی ہوئے اور آریہ سماجیوں سے بھی، انہوں نے قادیانیوں کو بھی دندان شکن جواب دئے اور اسی طرح دیگر مذہب کے علمائے کو بھی۔ مولانا کو مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، ساتھ ہی مولانا نے مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ بھی کیا۔ حالانکہ مولانا اہل حدیث تھے تاہم دوسرے مسالک کو بھی احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کم عمری میں ہی مضمون نویسی شروع کر دی تھی اور سب سے پہلا مضمون مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اخبار 'اہل حدیث' میں شائع ہوا۔ 29 سال کی عمر میں کراچی سے شائع ہونے والے سندھی اخبار 'الوحید' میں مترجم کی حیثیت سے باضابطہ صحافت کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مختلف اخبارات میں مختلف حیثیت سے کام کرتے رہے۔ کچھ وقت تک مولانا مودودی کی ادارت میں نکلنے والے سہ روزہ 'الجمعیۃ' میں ان کے معاون مدیر کی حیثیت سے جڑے۔ کچھ عرصہ مددینہ بجنور سے والستہ رہے مگر حکومت کی پاسی کے سبب یہ اخبار

بند ہو گیا تو اس کے بعد لا ہور چلے گئے اور وہاں مجلس احرار کی طرف سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ 'زمزم' کی ادارت 1936ء میں آپ کے سپرد کی گئی۔ اس وقت لا ہور میں مناظروں کا دور دورہ تھا جس میں مولانا حصہ لیتے تھے اور اس وجہ سے وہاں فارقلیٹ (Forgolith) وجود میں آئی کیوں کہ مولانا اپنے نام کے ساتھ فارقلیٹ لکھتے تھے۔ یہ نام انجیل میں حضرت محمدؐ کے لئے آیا ہے جس کا عربی ترجمہ احمد ہے۔ برطانوی حکومت سے ملک کو آزادی ملنے کے بعد 1947ء میں آپ لا ہور چھوڑ کر دہلی واپس آگئے اور جب دوبارہ 'المجتمعۃ' شروع ہوا تو آپ نے اس کے ایڈیٹر کی ذمہ داری بخوبی سنبھالی۔ اس وقت دہلی سے پرتاپ، نکتا تھا جس کی پاسی انٹی مسلم تھی۔ مولانا اس اخبار کے زہریلے اور مسلم مخالف اداریوں کا جواب بڑے اعتدال کے ساتھ دیتے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ سماجی شعور رکھنے والے دیگر لوگ بھی ان کی تحریروں کو بڑے لگاؤ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ 'المجتمعۃ' اپنی اسی طرز تحریر کی وجہ سے بہت مدت تک مقبول رہا۔ مولانا اپنے قلم کو اعتدال میں رکھنے کے عادی تھے۔ اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ظفر انور تحریر کرتے ہیں:

”مولانا فارقلیٹ نے ہمیشہ قلم کی بے مثل طاقت پر زور دیا۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی قلم کا بطور تلوار استعمال کیا تھا اور انہیں اس بات کی دلی خواہش تھی کہ ہماری آئندہ نسل اور تعلیم یافتہ نوجوان اپنے فکر اور نامساعد حالات سے نبرد آزمائونے کے لئے قلم کا بطور تلوار استعمال کریں۔“

(ظفر انور، دہلی کے اردو صحافی، اردو

اکادمی، دہلی، 2013ء، ص 22)

1973ء تک تقریباً 26 سال کے عرصہ تک مولانا اس اخبار کو اپنی خدمات دیتے رہے اور یہاں رہنے کی وجہ سے سبکدوٹی حاصل کی۔ مولانا کوتاریجی واقعات بہت ذہن نشین تھے۔ اندلس کی تاریخ بہت اچھی طرح یاد تھی۔ 12 جون 1976ء کو دہلی کے کوچہ استاد داغ میں داعی اجل کولبیک کہا اور پلکھوہ کے آبائی قبرستان میں سپردخاک ہوئے۔ مولانا کا صحافتی سفر تقریباً نصف صدی پر محیط

ہے۔

### سالم جامعی:

سالم جامعی کی شخصیت میں سادگی، ملنسرائی، اور عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ گفتگو کرتے وقت آپ کا نرم لہجہ ناظرین اور سامعین کو محظوظ کر دیتا ہے۔ آپ کی پیدائش کیم جنوری 1945ء کو موضعِ مجاہد پور، پوسٹ مظفر آباد ضلع سہارنپور میں ہوئی تھی۔ آپ کے والد حضرت مولانا اصغر جامعہ اسلامیہ رہڑی تاچپور میں صدر المدرس اور شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے درجہ حفظ تک کی تعلیم اپنے والد کے مدرسے سے کی اور دور حدیث دارالعلوم، دیوبند سے 1962ء میں مکمل کیا۔ آپ کواردو کے ساتھ عربی و فارسی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ فراغت کے بعد آپ نے بطور ناظم اور بطور مہتمم کئی مدرسوں میں اپنی خدمات انجام دیں۔ سالم جامعی صاحب کی صحافتی زندگی نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے۔ آپ نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز مظفر نگر سے شائع ہونے والے ماہنامہ 'خبر خواہ' میں بطور نائب مدیر 1963ء سے کیا۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ رہڑی تاچپور، سہارنپور سے نکلنے والے ماہنامہ 'المصلح' کے ایڈیٹر ہے۔ جمیعتہ علمائے ہند سے والستگی اور انس آپ کو دہلی لے آیا اور 1986ء سے آپ جمیعتہ کے دفتر سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ 'خبرنامہ' اور ساتھ ہی دہلی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ 'مساوات' میں اپنی صحافتی خدمات انجام دیتے رہے۔ ہفت روزہ اخبار 'الجمعیۃ' میں جولائی 1988ء میں جب دوبارہ شروع ہوا تب سے بطور مدیر تحریر رہتے ہوئے تمام ادارتی ذمہ داری اور 2017ء سے بطور مدیر اعلیٰ اپنی زندگی کے قیمتی ایام کو اس توسٹ سے صحافتی خدمات میں گزار رہے ہیں۔ ہفت روزہ 'الجمعیۃ' میں آپ کے شائع ہونے والے مضمایں و اداریوں کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہے جبکہ دیگر اخبارات میں آپ کے پانچ سو سے زیادہ مضمایں شائع ہو چکے ہیں۔ اپنے والد کی سوانح حیات 'میر کاروال شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اصغر صاحب' کے نام سے ایک کتاب شائع ہو چکی ہے۔ 75 سال کی عمر میں بھی آپ کا صحافت کے تینیں جذبہ برقرار ہے اور صحافت کے ساتھ جمیعتہ علمائے ہند کی مختلف سرگرمیوں

میں مشغول رہتے ہیں۔

1925ء سے شروع ہونے والا یہ اخبار جلد ہی ایک صدی مکمل کرنے کے قریب ہے۔ مدیران حضرات اور اہم قلمکاروں کا مختصر تعارف درج ذیل پیش کیا جا رہا ہے۔

کب سے کب تک	مدیر	اخبار/نوعیت
10 فروری 1925ء تا 2 اگسٹ 1925ء	مولانا عرفان احمد صدیقی	سہ روزہ انجمنی
14 جون 1925ء	سید ابوالاعلیٰ مودودی	"
1925ء تا جون 1928ء	مولانا حامد الانصاری غازی	"
1928ء تا جولائی 1929ء	ہلال احمد زیری	"
جنوں 1929ء	مولانا عثمان فارقلیط	"
جولائی 1929ء تا 1936ء	مولانا عثمان فارقلیط	"
اگست 1936ء	کاپیوں کو حکومت نے ضبط کر لیا	
1947ء تا مارچ 1973ء	مولانا عثمان فارقلیط	روزنامہ انجمنی
07 مئی 1973ء تا دسمبر 1977ء	رفیق عزیزیگ	"
جنوری 1978ء تا اگست 1984ء	نازانصاری	"
ستمبر 1984ء تا جون 1988ء	اخبار بندرا	ستمبر 1984ء تا جون 1988ء

مولانا اسرار الحق	مولانا عثمان فارقلیط	سالم جامعی	ہفت روزہ الجمیعۃ،
جو لائی 1988 تا اکتوبر 1991	جو لائی 1967 تا مارچ 1973	محمد حنیف دائماً کمار	"
اکتوبر 1991 تا جنوری 2018	اپریل 1973 تا مئی 1982	مولانا وحید الدین خاں	جمعہ ایڈیشن
فروری 2018 تا حال	جوون 1982 تا جنوری 1985	بہار برلن	جمعہ ایڈیشن

مندرجہ تحریروں کی روشنی میں کلی طور پر ہم اس اخبار کی صحافتی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور اس کی ابتداء سے لے کر جنگ آزادی تک، درمیانی دور میں ملک کے آزادی حاصل کرنے کے بعد مولانا عثمان فارقلیط کی ادارت کا سنہری اور عروج والا دور اور تیسرا اور آخری دور میں جب کہ اس اخبار کو ہفتہ وار کر دیا گیا جس میں مولانا اسرار الحق قائمی، محمد حنیف دائماً کمار اور سالم جامعی نے اس کے لئے اپنی ادارتی خدمات انجام دیں۔ جن کی کاؤشوں کی وجہ سے یہ اخبار آج بھی جاری ہے۔ بہادر شاہ ظفر مارگ، ITO کے نزدیک، نئی دہلی میں واقع الجمیعۃ العلماء ہند کے صدر دفتر کے مدنی حال کے بیس مینٹ میں اس اخبار کا آفس موجود ہے۔ جمیعۃ ٹرسٹ سوسائٹی کی طرف سے سالم جامعی کی ادارت میں شائع کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس اخبار کو اب وہ مقبولیت حاصل نہیں رہی مگر آج بھی جمیعہ علمائے ہند کے حلقوں میں پڑھا جاتا ہے۔

\*\*\*